جو ۱۹۴۹ء کے جنیوا کنونشن میں منظور کیے گئے تھے

(ٹرائے ایس تھامس)

مسلم دنیا ☆☆☆☆ **جنوبی ایشیا**

جنوبی ایشیا میں بدگمانیاں اور امکانات(۱۹)

سلامتی کے مسائل پر ہندوستان اور پاکستان ایک تعطل کی صورت حال سے دوچار ہیں۔ تاہم دونوں ممالک کی اشرافیہ کو بڑھتے ہوئے تنازعے سے احتراز کی ضرورت کا احساس ہے۔ امریکہ کے خیال کے برعکس ان ممالک کی زیادہ تر توجہ اپنے اندرونی مسائل پر مرکوز ہے۔ ایٹمی ہتھیاروں کے تجربات پر پابندی کے متعلق سمجھوتے اور ہندوستان کی طرف سے ایٹمی تجربے کی تیاری کی اطلاعات نے دونوں مملکتوں کو اپنے ایٹمی پروگرام کے بارے میں اہم فیصلوں کے قریب کیا ہے۔ کچھ ہندوستانی دلیل دیتے ہیں کہ ہندوستان کو ایٹمی تجربات کا سلسلہ شروع کرنا چاہیے اور کھلم کھلا جدید ایٹمی ہتھیار تیار کرنے چاہییں۔ جبکہ دیگر حلقوں کا اصرار ہے کہ ایٹمی تجربات پر پابندی کے معاہدے سے وابستہ رہا جائے اور طاقت اور سلامتی کے کلیے یعنی اقتصادی ترقی پر پوری توجہ مرکوز کی جانی چاہیے۔ ہندوستانی اور پاکستانی دونوں ہی علاقے میں امریکہ کی پالیسی کو مفید پاتے ہیں۔ لیکن ان کی وجوہات ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہیں۔

(جارج پرکووچ)

مشرق وسطی ☆☆☆☆ **عمومی**

امریکی عبرانی گٹھ جوڑ اور اسلامی ناصری خطرہ(۲۷)

قوت ارادی اور اپنے دوست یا دشمن چننے کے عزم سے محروم موجودہ عرب حکومتیں اپنے سیاسی وجود سے غیر ملکی طاقتوں کے حق میں دستبردار ہو گئی ہیں۔ اپنے عوام اور اپنے ہی عقیدے کو ان کا دشمن تجویز کرنے کے بعد امریکہ انہیں ان دونوں سے بچانے کے لیے سامنے آیا ہے اور اس نے اس عمل کے دوران اسرائیل کو ان کے نئے دوست کے طور پر متعارف کرایا ہے۔ نتیجتاً" دشمن کے امیج میں ایک نئے قسم کا جغرافیائی سٹرٹیجک نظام پروان چڑھ رہا ہے۔ اس نئے نظام میں علاقے پر غلبہ پانے والی لبرل بحث اسلام کو ایک بنیاد پرستانہ نظریے تک محدود کر رہی ہے۔ چنانچہ یہ مذہب نہیں' بلکہ نظریہ ہے' جس کی سماجی و اقتصادی شناختوں کے ساتھ وابستگی نمایاں ہے۔ اس سے اسلامی ریاست کی قانونی حیثیت' بلکہ مذہبی سیاسی اساس کا سوال تبدیل ہو کر محض ایک معیشتی مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔

ملکی سطح پر اسلامی جنگجو دل برداشتہ بنیاد پرست ہیں' جو محض اپنی سماجی و اقتصادی حالت کو سنوارنے کے لیے کوشاں ہیں۔ ایک قابل شناخت اقتصادی پروگرام کے فقدان اور اس حوالے سے ان کی طرف سے کچھ پیش کرنے کی اہلیت انہیں فالتو قرار دینے اور دبانے کا جواز بنتی ہے۔ اس کے نتیجے میں عرب اسرائیل تنازعہ غیر سیاسی بنا دیا گیا ہے۔ دوست دشمن کی تمیز سے ماورا' مکالمے اور مسلسل گفتگوؤں کا سلسلہ اور اس کا نتیجہ ہے کہ مذہبی سیاسی مقصد محض مالیاتی محرکات اور دانشورانہ سرمایہ داری میں تبدیل ہو کر رہ گیا ہے۔

دوست دشمن کی تمیز کے خاتمے کے بعد شناخت کا جو بحران پیدا ہوا' اس کی وضاحت مصر کے ایک سیاسی سرگرم کار لطیف زیات نے سادات کے وقت سے مصری پالیسی کے بارے میں ان الفاظ میں کی ہے: "دشمن دوست بن گئے' دوست دشمن.... (ہم) سے ہماری اپنی ہی تاریخ کے خلاف جانے کا تقاضا کیا گیا ... (ہمیں) نہ صرف اپنے حال بلکہ ماضی سے انکار کا پابند کیا گیا"۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی لہر کے بارے میں انہوں نے کہا کہ "جب آپ اپنی قومی شناخت کھو بیٹھتے ہیں ... تو آپ ایک نئی کی تلاش کرتے ہیں"۔

(یہ ایک نئی شناخت کی تلاش کا سوال ہے' جس پر مضمون کے باقی حصوں میں مصر کے سابق صدر جمال عبدالناصر کے جانشینوں اور اخوان المسلمون کے افراد کے درمیان کسی تعلق کار کی بنیاد کو زیر بحث لایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان دو گروہوں کی فی الحال کمزوریوں کے باوجود مصر کے موجودہ سیاسی و سماجی ڈھانچے میں متقاضی تبدیلیوں کے بغیر یہ گروہ موجودہ ڈھانچے کے لیے ٹھوس چیلنج بن سکتے ہیں اور وہ دوست اور دشمن کی تمیز کا پرانا اصول رو بہ عمل لا سکتے ہیں)

(امر ثبت)

☆☆☆☆

عرب دنیا میں رکاوٹیں اور امکانات(۲۹)

تجزیہ نگار کی رائے میں اس وقت عرب دنیا کے تمام حکمران اپنی قانونی حیثیت کے ایک بڑے بحران میں مبتلا ہیں۔ اپنی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے ان کی ترجیحات میں سرفہرست وسائل پر حکومت کا کنٹرول ہے۔ دوسری ترجیح سرکردہ اشرافیہ کو خوش رکھنے کی پالیسی ہے۔ شام جیسے ملکوں میں اشرافیہ کا تعلق نسلی و مذہبی اقلیتوں سے ہے اور جو اپنے سماجی اور اقتصادی پیش رفت کے لیے حکومت پر انحصار کرتی ہے' میں یہ پالیسی کار فرما ہے۔ آخری بات یہ کہ حکومت کو اپنی وسیع تر عوامی بنیاد کو محفوظ رکھنے کی بہت فکر ہے۔ اس میں صنعتی مزدور' سرکاری ملازمین حتیٰ کہ کسانوں کے بہت سے گروپ شامل ہیں' جن کا سرکاری شعبے پر بہت دار ومدار ہے۔ یہ گروپ حکومت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان